Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ:۔ الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

الفضل لاہور

روزنامہ

یوم:۔ یک شنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ″
سہ ماہی ۷ ″
ماہوار ۲½ ″

فی پرچہ ۱/ ۱۱

۹ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۱ھ

جلد ۶ | ۳۱ ظہور ۱۳۳۱ ہش - ۳۱ اگست سنہ ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۰۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۷ اگست (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

لاہور ۳۰ اگست۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کی طبیعت آج بفضلہ تعالے اچھی رہی۔ ٹمپریچر ۹۹ سے بھی قدرے کم ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

اگر فرقہ دارانہ تعصب کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا نہ گیا تو پاکستان کا قائم رہنا مشکل ہو جائیگا

ہم پاکستانی باہم متحد ہو کر ہی اپنی مشکلات پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں

حضوری باغ کے جلسۂ عام میں باشندگانِ لاہور سے وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کا خطاب

لاہور ۳۰ اگست۔ آج رات حضوری باغ کے جلسۂ عام میں باشندگانِ لاہور سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ نے اہل پنجاب کو خبردار کیا کہ اگر فرقہ دارانہ عصبیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا نہ گیا۔ تو پاکستان کا قائم رہنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائیگا۔ آپ نے پورے جوش وخروش سے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ احمدی غیر احمدی جھگڑے کا ایک اثر یہ ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ملک میں فرقہ دارانہ رجحانات بڑی تیزی سے پروان چڑھ رہے ہیں۔ اور جگہ جگہ شیعہ سنی اور اہل حدیث اہل قرآن کے تنازعات کی اطلاعیں آرہی ہیں۔ یاد رکھئے فرقہ دارانہ عصبیت کی موجودہ فضا میں ترقی کرنا تو کجا پاکستان کا قائم رہنا ہی ناممکن ہو جائیگا۔ پاکستان کے قیام میں دو چیزوں کو بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔ ان میں سے ایک اسلامی اتحاد ہے۔ اور دوسرا سیاسی اتحاد۔ جہاں فرقہ دارانہ رجحانات سے اسلامی اتحاد پارا پارا ہو جائیگا۔ وہاں صوبائی عصبیت ہمارے سیاسی اتحاد کو خاک میں ملا کر رکھ دیگی۔ پس اگر ہم فرقہ داری اور صوبائی عصبیت کو اپنے ہاتھوں پروان چڑھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم خود موت کو دعوت دینا چاہتے ہیں۔ آپ نے اہل پنجاب سے اپیل کی۔ کہ وہ ایسے مہلک رجحانات کو مٹانے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو باہم متحد کرنے میں حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ کیونکہ یکجان ہوئے بغیر اپنی مشکلات پر قابو پانا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آنریبل وزیر اعلیٰ نے فرمایا۔ اس ضمن میں میں ایک اور بات کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بلاشبہ ہر شخص اپنے خیال اور عقیدے کا پرچار کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن آجکل ختم نبوت کے نام پر جو کانفرنسیں اور جلسے وغیرہ ہو رہے ہیں۔ اور ان میں جس جوش وخروش اور ولولہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ موجودہ حالات میں اس کی کیا ضرورت ہے۔ جب ختم نبوت کا مسئلہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک اس پر ایمان رکھتا ہے۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ جلسے اور جلوس کس لئے ہیں۔ اور وہ کونسی ضرورت ہے۔ جو اس جوش و خروش کے اظہار پر مجبور کر رہی ہے۔ جب اس نقطۂ نگاہ سے ان جلسوں پر غور کیا جاتا ہے۔ تو طبعاً شک گذرتا ہے۔ کہ ان کی تہ میں کوئی اور بات نہ ہو۔ جلسوں کے میں خلاف نہیں ہوں۔ لیکن جلسے پرسکون ہونے چاہئیں۔ اور اس ذمہ داری کے ساتھ ہونے چاہئیں کہ کسی شہری کے جان و مال اور عزت و آبرو پر آنچ نہیں آئیگی۔ اگر جلسے کرنے والوں کی نیت فساد کی نہ بھی ہو۔ تو بھی اس قسم کے جلسوں کے نتیجے میں ایسے عناصر آگے آجاتے ہیں۔ جنہیں اصول یا عقیدے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ انہیں غرض ہوتی ہے مار دھاڑ اور تخریب سے۔ ہلڑ بازی اور غنڈہ گردی سے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس طرح امن وامان کی فضا ختم ہو جاتی ہے۔ اور لاقانونیت کو فروغ ملتا ہے۔ سوچئے کہ آج کل کے حالات میں جبکہ بعض بیرونی طاقتوں کا گٹھ جوڑ ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ کہ پاکستان کو کسی نہ کسی طرح گرانا ہے۔ کیونکہ اس نے روپے کی قیمت کم نہیں کی۔ کیا ہمارے لئے یہ مناسب ہوگا۔ کہ اندرونی طور پر ہم ایک ایسا انتشار پیدا کریں۔ کہ ہم میں اصل مسائل کے مقابلے کی سکت ہی باقی نہ رہے۔

زندہ خدا صرف اسلام کے ساتھ ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”میں بار بار کہتا ہوں۔ اور بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ قرآن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سچی محبت رکھنا۔ اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے۔ ان کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔“ (تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۸)

لاہور میں عید الاضحیہ کی نماز

منٹو پارک میں ہوگی

جماعت احمدیہ لاہور کے جملہ احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ عید الاضحیٰ کی نماز یکم ستمبر کو پیر کے روز حسب سابق منٹو پارک میں صبح ساڑھے سات بجے ہوگی۔ احباب وقت مقررہ سے کچھ پہلے پہنچ جائیں۔ تاکہ نماز میں بسہولت شریک ہو سکیں۔ (جنرل سکرٹری)

ڈاکٹر مصدق نے برطانوی تجاویز ابھی مسترد نہیں کیں

شہنشاہ ایران سے ڈاکٹر مصدق کی ملاقات

تہران ۳۰ اگست۔ وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق نے آج شہنشاہ ایران سے ۳ گھنٹے ملاقات کی۔ خبر ملی ہے۔ کہ پچھلے دنوں وزیر اعظم نے برطانیہ اور امریکہ کے سفارتی نمائندوں سے جو بات چیت کی ہے۔ انہوں نے شہنشاہ کو اس سے آگاہ کیا ہے۔ ایک خبر رساں ایجنسی نے باخبر حلقوں کے حوالے سے بتایا ہے۔ کہ ڈاکٹر مصدق نے برطانیہ وامریکہ کی پیشکردہ مشترکہ تجاویز کو نہ قبول کیا ہے۔ اور نہ مسترد۔ بلکہ مزید بات چیت کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

تحقیقاتی عدالت کے ارکان کراچی روانہ ہو گئے

لاہور ۳۰ اگست۔ کھیوڑہ کے ہوائی حادثہ کی تحقیقات کرنے والی عدالت کے ارکان آج صبح لاہور سے کراچی روانہ ہو گئے۔ ان میں گروپ کیپٹن مرزا ونگ کمانڈر صلاح الدین اور ونگ کمانڈر ولیم جونز شامل ہیں۔ عدالت کا اگلا اجلاس مزید چھان بین کی غرض سے کراچی میں ہوگا۔

تالابوں کی شکل میں بارش کا پانی روکنے کی اسکیم

حیدرآباد ۳۰ اگست۔ سندھ کے کوہستان کے علاقے میں آبپاشی کی غرض سے بارش کا پانی روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حکومت نے اس ضمن میں ۱۲ لاکھ روپے کی ایک سکیم منظور کی ہے۔ اس کے تحت ایک بہت وسیع تالاب تعمیر کیا جائے گا۔ جس میں ۲۴۰۰ مربع میل علاقے کا پانی جمع ہوا کرے گا۔ اس علاقہ میں سالانہ چار یا پانچ انچ بارش ہوتی ہے۔ اور بارش کا پانی بڑی تیز رفتار آبشاروں کے ذریعہ بہہ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے زمین کٹ جاتی ہے۔ اور کاشت کے قابل نہیں رہتی۔ پانی کو تالابوں میں محفوظ کر لینے کے بعد اس پانی کو کام میں لایا جا سکے گا۔

تعطیل

چونکہ مورخہ یکم ستمبر ۵۲ء بروز پیر عید الاضحیٰ کی تقریب پر مطبع بند ہوگا۔ اسلئے ۲/۹/۵۲ بروز منگل پرچہ شائع نہ ہو سکے گا۔ (منیجر)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی-اے-ایل ایل-بی۔ مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور میں طبع کرا کر ۳ عہ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

قادیانیوں کے خلاف موجودہ تحریک کا پس منظر محض سیاسی ہے

حکومت کو اس فتنہ کا سختی سے سدِ باب کرنا چاہیئے

مغربی پاکستان میں احرار نے احمدیہ جماعت کے خلاف جو فتنہ اٹھا رکھا ہے۔ اس کے متعلق مشرقی پاکستان کے اخبار جو رائے ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہنا چاہتے۔ کہ ان مضامین کی جزئیات کس حد تک صحیح ہیں۔ یہ معاملہ درحقیقت خواجہ ناظم الدین صاحب اور ان کے اہل وطن کا ہے۔ لیکن ہم اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس فتنہ نے کس طرح سارے ملک میں فساد اور اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ اور کس طرح ہر خیال کے لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بعض ان میں سے سچے بھی ہوں گے۔ اور بعض مبالغہ کرنے والے بھی ہوں گے۔ مگر بہرحال نتیجہ ظاہر ہے (ادارہ)

روزنامہ "ستیہ جوگ" جوڈھاکہ سے شائع ہوتا ہے اپنی اشاعت مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۲ء میں تحریر کرتا ہے۔

کراچی ۱۹ جولائی۔ مغربی پاکستان کے سیاسی اور سماجی میدان میں ایک اشتعال پیدا ہو کر انتہا کو پہونچ گیا ہے۔ ادھر قادیانیوں کے خلاف تحریک زوروں پر ہے۔ اور ملتان میں فساد ہوا ہے۔ ادھر (پاکستان کی) راجدھانی کراچی میں مزدوروں اور ملازمین نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ قادیانی فرقہ کے خلاف تحریک اور اس کے نتیجہ میں جو فسادات رونما ہوئے ہیں۔ اس کی خبر اس سے پہلے اخباروں میں چھپ چکی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قادیانیوں کے خلاف جو تحریک چلائی جا رہی ہے۔ اس کا پس منظر سیاسی ہے۔ ان دنوں یہ تحریک کچھ مدھم پڑ گئی ہے۔ لیکن ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ خفیہ خفیہ اس کا پرچار جاری ہے۔ پاکستان کے سب سے پرانے روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کی ایک خبر سے ظاہر ہے۔ کہ احراری پارٹی کے لوگ مسجدوں میں گھوم گھام کر خلاف فرقہ قادیانیہ تحریک کے لئے عام لوگوں کی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن بہت سے مقامات میں ان کی یہ کوشش ناکام ہوئی ہے۔

لاہور کے قانون پیشہ لوگوں کا خیال ہے کہ احرار کی یہ تحریک اہل پاکستان کے اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی ایک خطرناک کوشش ہے۔ اسلامی دنیا کے لیڈر کی حیثیت سے ملک پاکستان کو دنیا میں جو مقام اور عزت حاصل ہے۔ احراریوں کی یہ تحریک صرف اس مقام کو گنوانے اور عزت کو بٹہ لگانے کی خاطر جاری ہے۔ وہ لوگ (یعنی لاہور کے قانون پیشہ) یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ رائے عامہ کا تعاون حاصل نہ ہونے کی وجہ سے یہ تحریک آہستہ آہستہ اپنی طبعی موت مر جائے گی۔

تاہم پاکستان میں اس قسم کے خود غرض لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ جو اس قسم کی فساد انگیز تحریکات اور ذلیل اور ناجائز پروپیگنڈے کے سہارے سے اپنے ناجائز مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اسی قسم کے لوگ اس طرح کے فسادوں کے لئے لوگوں کو اکساتے رہتے ہیں۔ حکومت اگر سختی سے ان فسادات کی روک تھام کا انتظام کرے۔ تو حکومت اور عوام دونوں کی خیر اسی میں ہے۔

زمینوں کے انتظام کے لئے منشی کی ضرورت

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

ربوہ کے ماحول میں نہری اور چاہی زمینوں کے انتظام کے لئے ایک منشی کی ضرورت ہے جو زمینوں کے انتظام کا تجربہ رکھتا ہو۔ اور بٹائی اور لگان وصول کر سکے۔ اور ضروری حساب کتاب رکھ سکے۔ اور محنتی اور دیانتدار ہو۔ خواہشمند اصحاب اپنے مقامی صدر یا امیر کے ذریعہ درخواست بھجوائیں۔ جو خود ان کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہونی چاہیئے۔ اور جو تنخواہ کم سے کم منظور ہو اس کا ذکر بھی کر دیں۔ زیادہ تعلیم کی ضرورت نہیں معمولی طور پر خواندہ ہونا اور زمینوں کے کام سے واقف ہونا کافی ہے۔ مرزا بشیر احمد

گوجرانوالہ شہر میں جماعت احمدیہ کی نماز عید

احباب جماعت گوجرانوالہ شہر و ملحقہ دیہات کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ گوجرانوالہ میں عید الاضحیٰ کی نماز مسجد احمدیہ محلہ باغبانپورہ میں ہوگی۔ نماز کا وقت ۶½ بجے صبح مقرر کیا گیا ہے۔ تمام دوست نماز کے لئے وقت مقررہ پر تشریف لائیں۔ کسی کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔

امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ

عید الاضحیٰ کی نماز شہر سیالکوٹ میں

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ عید الاضحیٰ کی نماز مورخہ یکم ستمبر ۱۹۵۲ء بروز سوموار یکم ستمبر ۱۹۵۲ء بوقت ٹھیک ۷½ بجے صبح جامعہ احمدیہ میں ادا کرے گی۔ احباب وقت مقررہ پر تشریف لائیں۔

قاسم الدین امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

درخواست ہائے دُعا

(۱) میرا اکلوتا بیٹا عزیزم کوکب ایوانی ملازم جی۔ پی۔ او لاہور عرصہ ۱۴ روز سے بیار ضہ میعادی بخار بیمار ہے۔ کمزوری زیادہ رہتی ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد اسمٰعیل پنشنر نواں کوٹ لاہور (۲) عزیزم برادرم عبدالرؤف انبالوی متعلم جامعہ وہم کی فٹ بال کھیلتے ہوئے بائیں بازو کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ عبدالرشید انبالوی از ربوہ (۳) میں ایک عرصہ سے مشکلات اور پریشانیوں کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہوں۔ احباب ان کے دور ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ مرزا الطاف الرحمٰن جسونت بلڈنگ لاہور (۴) میری اہلیہ مسماۃ مطلوبہ خاتون ایک سال آٹھ ماہ سے دماغی عارضہ میں مبتلا ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار عبدالرشید غلہ منڈی تاندلیانوالہ (۵) برادرم محترم بابو عبدالرحمٰن صاحب ایم۔ اے کمر میں شدید درد کے باعث کئی روز سے صاحب فراش ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ غلام محمد ثالث (۶) خاکسار بہت سی مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ احباب ان کے دور ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد اسمٰعیل ساقی ربوہ (۷) خاکسار کا ۸ ستمبر کو امتحان شروع ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ایم۔ اے شوکت

دُعائے مغفرت

(۱) خاکسار کا بھائی منظور احمد ابن چوہدری عبدالحق صاحب شاکر وکالت مال ربوہ ۲۷/۸/۵۲ بروز بدھ ۴½ بجے شام بعارضہ ٹائیفائڈ و نمونیہ بیمار رہ کر مولائے حقیقی سے جا ملا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ مقبول احمد ذبیح احمد نگر

ماڈل ٹاؤن میں نماز عید نماز عید الاضحیٰ حسب سابق کوٹھی ۱۰۸/C میں صبح پورے ۷ بجے پڑھی جائے گی۔ قریب کے احباب وقت مقررہ پر پہنچ جائیں۔ سیکرٹری جماعت ماڈل ٹاؤن

(بقیہ صفحہ ۳)

لیکن آزاد پاکستان (اگر فی الواقعہ وہ بنا بھی) لازماً جمہوری لادینی سٹیٹ نظریہ پر بنے گا۔" (ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء صفحہ ۱۵۳)

پھر لکھا۔

چونکہ منزل حق یہی ہے اسی لئے ہم اس کی طرف دوڑتے ہوئے مرجانا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ بہ نسبت اس کے کہ جانتے بوجھتے غلط مگر آسان راہوں میں اپنی قوت صرف کریں یا نادانی کے ساتھ جنت الحمقا کے حصول میں اپنی قوت ضائع کریں۔" (ایضاً صفحہ ۱۵۷)

پھر لکھا۔

"ایک اصولی تحریک کے کارکنوں کو یہ خبر دینا کہ تمہارے لئے ایک قوم پرستانہ تحریک (تحریک پاکستان ناقل) نے بڑے اچھے مواقع پیدا کر دیئے ہیں۔ کسی بصیرت اور معاملہ فہمی کا ثبوت نہیں ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے۔ جیسے کسی عازم کلکتہ کو یہ خبر دی جائے کہ کراچی میل تیار ہے" (ایضاً صفحہ ۱۵۸)

بھاگتے چور کی لنگوٹی

سیالکوٹ میں حاجی پورہ روڈ پر ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء کی رات کو احراری مولویوں نے ختم نبوت کا جلسہ کیا۔ ابھی پہلے مولوی صاحب نے تقریر شروع ہی کی تھی۔ اور وہ عوام کو احمدیوں کے خلاف اشتعال دلا رہا تھا کہ تیز ہوا چلنے لگی۔ اور گرد اڑی۔ اس پر حاضرین جلسہ بھاگنے لگے۔ بڑے بڑے مولویوں نے واسطے اور منتیں کر کے لوگوں کو روکنے کی اپیلیں کیں۔ مگر اس اثنا میں نصف سے زیادہ حاضرین رفو چکر ہو چکے تھے۔ جو باقی رہ گئے۔ وہ ابھی بیٹھنے کا سہارا ڈھونڈھ ہی رہے تھے۔ اور بوڑھے مولوی صاحب چلا رہے تھے کہ کچھ بوندا باندی شروع ہو گئی۔ پھر کیا تھا۔ باقی لوگ بھی بھاگ اٹھے مولوی صاحب بہتیرا چلاتے رہے۔ مگر کسی نے منہ پھیر کر نہ دیکھا۔ آخر مولوی صاحب نے جھلا کر زور سے کہا۔

سنو سنو! قربانی کی کھالیں ضرور فلاں جگہ بھیجا دینا۔

سچ ہے بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور
مورخہ ۳۱ اگست

حج

آج یوم حج ہے کل عید حج ہوگی۔ جس کو عام طور پر عید الاضحیہ قربانیوں کی عید کہا جاتا ہے۔ عید الاضحیہ گویا حج کا ہی ثمرہ ہے۔ حج پانچ بنائے اسلام میں سے ہے۔ (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ اور (۵) حج۔ ان میں سے زکوٰۃ اور حج کے لئے استطاعت شرط ہے۔ عمر میں کم سے کم ایک دفعہ حج ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے بشرطیکہ وہ استطاعت رکھتا ہو۔ اگر کوئی شخص تمام عمر اتنی استطاعت حاصل نہ کرسکے کہ وہ حج کا فریضہ ادا کرنے کے قابل ہو۔ تو اسکو بنائے اسلام کا تارک نہیں کہا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود حج کی اہمیت بطور بنائے اسلام ہونے کے کم نہیں ہوتی۔ یہ ان فرائض میں سے ہے۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں خاص طور پر آیا ہے۔ اور تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

کلمہ طیبہ تو ہر وقت مومن کا ورد ہونا چاہیئے۔ نماز پڑھنا کم سے کم پانچ دفعہ دن میں فرض ہے۔ روزوں کا مہینہ سال میں ایک دفعہ آتا ہے۔ زکوٰۃ بھی سال میں ایک دفعہ ہی ادا کی جاتی ہے۔ اور حج کا دن بھی سال میں ایک ہی دفعہ آتا ہے۔ مگر تمام عمر میں صرف ایک دفعہ حج کر لینا کافی ہے۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ظاہری عبادات میں حج کو یکتا مقام حاصل ہے۔

حج بیت اللہ میں جو مکہ میں ہے ہوتا ہے۔ حج کی اہمیت کا اندازہ اللہ تعالےٰ کے کلام سے لگ سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین
ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعالمین
فیہ اٰیات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمنا۔
وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان
اللہ غنی عن العالمین

یعنی اے مخاطب کہدے اللہ تعالےٰ نے سچ کہا۔ اس لئے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کرو۔ وہ مشرک نہیں تھا۔ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ (مکرمہ) میں ہے۔ وہ تمام دنیا کے لئے ہدایت ہے۔ اس میں روشن نشانات ہیں۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا مقام ہے جو اس میں داخل ہوا وہ امان میں آگیا۔ اور لوگوں پر جسکو وہاں پہنچنے کی استطاعت حاصل ہو بیت اللہ کا حج اللہ تعالےٰ کے لئے فرض ہے۔ اور جس نے کفر کیا تو کرتا پھرے۔ اللہ تعالےٰ تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔

ان آیات اللہ سے حج کی شان درخشاں ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام دنیا کو ارشاد فرماتا ہے کہ ملت ابراہیم (علیہ السلام) کی پیروی کرو۔ وہ وہ عظیم الشان موحد ہے جس نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے وادی مکہ میں پہلا گھر لوگوں کے لئے خدائے یگانہ کی عبادت کے لئے بنایا۔ اور یہ گھر کوئی ایسا ویسا نہیں ہے۔ یہ گھر تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مرکز ہے۔ اس میں ایسے نشانات ہیں۔ جو بندے کا اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے میں ممد و معاون ہیں۔ ایک ان میں سے مقام ابراہیمؑ ہی کو لے لو۔ یہی نہیں بلکہ یہ گھر دار الامان ہے۔ جو اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ امن میں ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس گھر میں صدق دل سے وہی داخل ہوگا۔ جو ملت ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ اور دیکھو اے عرب کے مشرکو تم نے تو اسکو بت خانہ بنا رکھا ہے۔ اس میں تین سو ساٹھ بت گھڑے کر دیئے ہیں۔ جن کو تم اللہ تعالےٰ کا شریک بنا کر پوج رہے ہو۔ حالانکہ جس نے یہ گھر ہمارے لئے بنایا تھا۔ وہ تو مشرک نہیں تھا وہ تو پورا موحد تھا۔ اس لئے آؤ ملت ابراہیمؑ کی پیروی کرو۔ اس گھر سے بت نکال باہر پھینکو۔ اور سچے دل سے موحد بن جاؤ۔ جس طرح کا سچا موحد تمہارا مورث اعلےٰ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جب تک ہم ان دعاؤں کو خیال میں نہ رکھیں۔ جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کی بنا رکھتے ہوئے کیں اس وقت تک حج کی شان پوری طرح ہم پر نہیں کھل سکتی۔ ان دعاؤں میں سے ہم یہاں صرف ایک حصہ قرآن کریم سے نقل کرتے ہیں۔ جو در اصل آپ کی تمام دعاؤں کا گل سر سبد ہے۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم

یعنی اے ہمارے رب (یہاں میری ذریت میں سے) ایک ایسا رسول مبعوث فرما۔ جو ان کو میری آیات سنائے۔ اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے۔ بیشک تو عزیز و حکیم ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی۔ اور اس دعا کا ثمرہ وہ ذات پاک ہے جس کا نام

خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ہے۔

یہ وہ سراج منیر ہے۔ جو طلوع ہو کر اب قیامت تک غروب نہیں ہوگا۔ جس کی شان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ ہے۔

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود و سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا نہیں معلوم ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ . . . . . . ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ نہیں پاتا۔ وہ محروم ازلی ہے۔"

بیت اللہ عالمین کی ہدایت کا مرکز ہے۔ ملت ابراہیمؑ کا وہ شجر جس کی شاخیں تمام دنیا پر رحمت کا سایہ ڈال رہی ہیں۔ جس کا بیج حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا میں بویا گیا جو کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھتے ہوئے آپ نے کی۔ وہ یہی ارفع و اعلےٰ ذات ہے۔ جس پر نہ صرف انسان صدیوں سے نہ صرف فرشتے بلکہ خود اللہ تعالےٰ سلام و درود بھیج رہا ہے۔ اب ذرا اندازہ کیجئے کہ بیت اللہ کے حج کی کیا شان ہے؟ یہ عبادت کتنا بلند مرتبہ رکھتی ہے۔

پاکستان کے لئے مودودیوں کی قربانیاں

معاصر روزنامہ "تسنیم" جو مودودیوں کا ترجمان ہے اپنی اشاعت ۳۰ اگست (اصل ۲۹ اگست) کے اداریہ کا آغاز ان الفاظ سے کرتا ہے۔

اسلامی دستور کی تدوین و نفاذ کا مسئلہ اس وقت ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ نہ صرف اس لئے اہم ترین ہے کہ اس ملک میں بسنے والی قوم کے مستقبل کا دار و مدار اس کے نفاذ و عدم نفاذ پر ہے۔ بلکہ اس لئے بھی زبردست اہمیت رکھتا ہے کہ اسلامی دستور کو نافذ کرنے ہی کے لئے پاکستان عالم وجود میں آیا تھا۔ اسی نصب العین کے پیش نظر بھارت کے ۴ کروڑ مسلمانوں نے ہندو اکثریت کا یرغمال بننا منظور کیا تھا۔ اس کی خاطر جوانوں نے اپنا خون بہایا تھا۔ بوڑھے باپوں نے اپنی اولاد کو قربان کیا تھا۔ سہاگنوں نے اپنے سہاگ لٹائے تھے۔ بچوں نے یتیم ہونا قبول کیا تھا۔ اور بیٹیوں اور بہنوں کو ہندو سکھ غنڈوں کی ہوس کا شکار بننا پڑا تھا۔

معاصر مودودیوں کی قربانیوں کا ذکر کرنا بھول گیا ہے؟ اسے یہ بھی بتانا چاہیئے تھا کہ اسی لئے مودودی صاحب نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل ارشادات:۔

"یہ ممکن نہیں کہ آزاد پاکستان کے نظام کو اسلامی دستور میں تبدیل کیا جائے۔ کیونکہ جنت الحمقا میں رہنے والے لوگ اپنے خوابوں میں خواہ کتنے ہی سبز باغ دیکھ رہے ہوں

(باقی دیکھیں صہ پر)

اقتدار کی خواہش نہیں

مودودی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

"ہماری یہ خواہش ہرگز نہیں ہے کہ آپ اقتدار کی مسند سے ہٹیں اور ہم آپ کی جگہ لیں"

(جنگ ۱۸ اگست ۱۹۵۲ء)

اور "ہم" چاہتے کیا ہیں اس کا جواب "تسنیم" کے مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا گیا ہے :-

"افسوس کہ پاکستان نہیں بلکہ دنیائے اسلام میں اسلامی قانون کا سب سے بڑا ماہر جس کا منصب یہ تھا کہ اسے پاکستان کا گورنر جنرل بنایا جائے آج آہنی سلاخوں میں ہے میری مراد علامہ مودودی سے ہے"

(جون ۱۹۴۹ء)

پس مولنا کا مکمل ارشاد یہ ہوا کہ ہمیں مسند اقتدار کی خواہش نہیں صرف گورنر جنرل بننے کا خیال ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عادت عامہ

"زمیندار" لکھتا ہے :-

"اللہ تعالےٰ کی عادت عامہ یہ ہے کہ جب کسی شئے کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کامل ہی کو ختم کرتی ہے ناقص کو ختم نہیں کرتی۔ چونکہ نبوت بھی اپنے نقطۂ کمال کو پہنچ چکی تھی اس لئے مقدر یوں ہوا کہ اس کو بھی ختم کر دیا جائے اگر جناب رسالت مآب صلعم کے بعد نبوت جاری ہو تو لازم آئے گا خاتمہ نقصان پر ہوا"

(۲۱ اگست ۱۹۵۲ء)

مقالہ نگار صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نبوت میں ہی کمال حاصل نہیں کیا بلکہ حضور انور نے دنیا کے ہر کمال میں بھی ریکارڈ قائم فرمایا ہے۔ اور وہ مرتبہ انسانیت جس کا آغاز حضرت آدمؑ سے ہوا تھا اس کی انتہا رتا جدار مدینہ پر ہوئی ہے اور کوئی ماں کا بیٹا ایسا نہیں جو قیامت تک آپ کے مقام تک پہنچ جائے۔

لہٰذا اگر آپ کی مفروضہ "عادت عامہ" واقعی صحیح ہے تو رسول اکرمؐ پر محض نبوت کا ہی خاتمہ نہیں ہونا چاہیئے تھا بلکہ خود نسلِ انسانی بھی منقطع ہو جانی چاہیئے تھی۔

مگر کیا انسانِ کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے لوگ انسان نہیں ؟

"امیر شریعتؒ کی مخالفت"

ہم نے تو "امیر شریعتؒ" کے بعض متحدیانہ بیانات سے یہ یقین کر لیا تھا کہ ان کی رائے میں جسے لاہور سے دہلی تک پتھر پڑیں وہ کاذب اور جس پر پھولوں کی بارش ہو وہ صادق ہوتا ہے - اگر مگر "آل مسلم پارٹیز کنونشن" کے صدر نے ملتان میں یہ تقریر فرمائی ہے :-

"خاصان خدا کو ہی تکلیف ہوتی ہے اور وہ تمام مشکلات کا سامنا ہنسی خوشی برداشت (؟) کرتے ہیں آپ نے فرعون کا ذکر کیا کہ اس کی ساری زندگی سر درد نہیں ہوئی۔ لیکن انبیاء و مرسلین نے ساری عمر مصائب کاٹ کر دینِ خدا کی حفاظت کی"

(زمیندار ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء)

خدا جانے صدر "آل مسلم پارٹیز کنونشن" کو احرار کے امیر شریعت سے اتنا بڑا اختلاف کیوں پیدا ہو گیا ہے ؟

ہندوؤں کی چاکری

"زمیندار" رقمطراز ہے :-

"جب پنڈت نہرو کی حکومت نے اپنے فعل اور کردار ہی سے ثابت کر دیا ہے کہ بھارت میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی میسر نہیں ہے اور وہ انگریز کی غلامی سے نکل کر ہندوؤں کی چاکری پر مجبور ہو گئے ہیں"

(۲۲ اگست ۱۹۵۲ء)

جو حکومت شہریوں کو مذہبی آزادی دینے کی روادار نہیں اسے سوائے احراریوں کے کون اچھا سمجھتا ہے۔ مگر "زمیندار" اتنا تو بتائے کہ اس کے عقیدہ کے مطابق انگریز کے غلامانہ عہد میں تو جہاد فرض تھا مگر کیا اب "ہندو کی چاکری" کے وقت بھی ویسا ہی فرض ہے یا نہیں ؟

حکومت سے ٹکر لینے کا کھلا چیلنج

۱۹۵۰ء میں "ملتان کانفرنس" کے موقعہ پر احرار نے کہا :-

"آج جس مقام پر ہم کھڑے ہیں - مرزا محمود کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ اگر اس کے بس میں ہوتا اس کی دعاؤں میں کچھ اثر ہوتا تو وہ ضرور یہ کہہ گذرتا کہ احرار پاکستان سے الجھ جائیں۔ اور اگر میں آج یہ اعلان کر دوں کہ ہم مسلم لیگ اور حکومت دونوں کے مخالف ہیں تو مرزا محمود کے وارے نیارے ہیں"

(۲۶ نومبر ۱۹۵۰ء)

ہمارے امام محمود (ایدہ اللہ الودود) کی جس "تمنا" کا ذکر احراری کیا کرتے تھے آج ڈیڑھ سال کے بعد کس طرح "بائز" پذیر ہو رہی ہے۔ اس کا اندازہ احراری زعماء کی حالیہ تقاریر کے چند الفاظ سے لگائیے :-

"حکومت تمام باتوں میں ناکام رہی ہے"

"ہم انہیں بار بار سمجھاتے ہیں اور اگر نہ مانے گی تو ان کی مخالفت کرنے سے باز نہ آئیں گے"

"جس طرح مصر میں جنرل نجیب پیدا ہوا تھا یہاں پر بھی کوئی جنرل نجیب پیدا ہو جائے گا"

"اگر خواجہ ناظم الدین یہ کہتا ہے کہ جلوس نکال کر اور ہڑتالیں کر کے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ عوام آپ کے ساتھ ہیں۔ تو پھر فوج اور پولیس کے پہرے میں تقریر کر کے بھی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ عوام آپ کے ساتھ ہیں"

(آزاد ۲۰ اگست ۱۹۵۲ء)

حکومت سے ٹکر لینے کا کتنا کھلا چیلنج ہے !!!

"انگریزی قانون" سے "تحفظ نبوت" کی فریاد

ایک احراری لیڈر نے لائل پور میں کہا :-

"آپ کی جیلیں تو وہی ہیں جو انگریز نے بنوائی تھیں۔ آپ کی پولیس وہی ہے جو کہ انگریز کے زمانہ میں تھی۔ آپ کا قانون وہی ہے جو انگریز کا تھا۔ اگر ہم اس وقت سینہ سپر رہے تھے تو آج بھی ہم سینہ سپر رہ سکتے ہیں" (۲۰ اگست)

کوئی بتائے کہ جب حقیقت یہ ہے تو احراری لیڈر اور عوام انگریزی قانون اور انگریزی فوج سے ختم نبوت کے تحفظ کی فریاد کیوں کر رہے ہیں کیا انگریزی قانون یا فوج بھی "محافظ ختم نبوت" بن سکتے ہیں ؟

جن سنگھ اور احراری "جوش خطابت"

ہندوستان کے بعض "جن سنگھی" لیڈروں نے مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کرتے ہوئے چیلنج کیا ہے۔

"مسلمانو! اگر تم خون کی ندیاں بہانا چاہتے ہو تو سن لو تم ہی نقصان میں رہو گے۔ کیونکہ اب انگریز چلا گیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ستر کروڑ مسلمان ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ تمہاری کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ ہم نے اسلام کی یہ لٹھی ہوئی لہر کو اپنی چھاتی پر روکا ہے - ہم ایک ہزار سال سے مسلمانوں سے لڑتے رہے ہیں۔ ہم مسلمان سامراج کی دھجیاں اڑا چکے ہیں۔ اور تخت چکنا چور کر چکے ہیں" (آفاق ۲۲ اگست)

ان شعلہ بار اور بارودی قسم کے فقرات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی من چلا احراری "جوش خطابت" کے نمونے دکھا رہا ہے۔

مگر جن سنگھیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ابھی وہ اس میدان میں نو آموز ہیں۔ اتنی جلدی وہ شاہسواروں کا مقابلہ کیونکر کر سکتے ہیں ؟

"مولوی کے فرائض"

ابو رشید زجدانی لکھتے ہیں :-

"حقیقت یہ ہے کہ سٹیٹ تو حسب اطاعت اپنے تمام مفوضہ کاموں میں مصروف ہے اور اجتماعی اعتبار سے قوم کی تعلیم و تربیت۔ جرائم پر تعزیر اور مفید، درست شدہ خیالات کی تبلیغ کر رہی ہے۔ لیکن "مولوی" بالکل اپنے فرائض کو بھول چکا ہے" (آفاق ۲۲ اگست)

مولانا! آپ بھول گئے یہ کثرت تعداد کی روزانی تو صاف بتا رہی ہے کہ مولوی اپنے "فرائض" کو بھولا نہیں بلکہ کچھ زیادہ سرگرم ہو گیا ہے۔ ہمارے مولانا شبلی مرحوم نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے "مولوی" کی زبان سے یہ شعر کہا تھا ؎

کرتے ہیں مسلمانوں کی تکفیر شب و روز
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

پس آپ کو شکوہ کرنے کا صرف اسی وقت حق ہے جب آپ "مولوی" کو بیکار بیٹھے ہوئے دیکھیں۔ مگر آپ ایسا کہاں ثابت کر سکتے ہیں ؟

ایک شعاع نے سورج کو تاریک کر دیا ؟

۱۹ اگست کو ملتان میں احراری لیڈروں نے یہ انوکھی منطق ایجاد کی کہ معاذ اللہ حضرت مسیح موعود کی ظلی نبوت "ختم رسالت" پر ایک چوٹ ہے۔

حالانکہ کسے معلوم نہیں کہ حضرت اقدس نے اپنے دعویٰ نبوت کی حقیقت یہ بیان فرمائی ہے ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمال محمدؐ است

یعنی جو چشمہ رواں میں مخلوق خدا کو دے رہا ہوں یہ میرے گھر کی چیز نہیں بلکہ میرے آقا سردار کونین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے وسیع سمندر کا صرف ایک قطرہ ہے۔

پھر فرماتے ہیں :-

ایں آتشم کہ آتش مہرِ محمدؐ است
ویں آب من ز آب زلال محمدؐ است

یعنی میرے وجود میں جو گرمی اور چمک نظر آ رہی ہے وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سورج کی شعاع اور کرن ہے - اس تشریح کے باوجود احراری لیڈر گویا یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ نعوذ باللہ - محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سمندر کے ایک قطرہ نے آپ کے سمندر کو ہی خشک کر دیا ہے - یا محمدی سورج خود اپنی ہی شعاع سے تاریک ہو گیا ہے

انا للہ و انا الیہ راجعون

منبر محمدی کا احترام

مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین نے ایک خطبہ جمعہ پر وعظ فرمایا کہ :-

"مرزائیت اور اسلام دو متضاد چیزیں ہیں" (آزاد ۲۰ اگست)

اس دعویٰ کے ثبوت میں آپ نے سب سے پہلی اور بڑی چیز یہ پیش کی کہ اسلام ایک خدا کا علمبردار ہے۔ مگر مرزا صاحب نے کشف دیکھا کہ میں خدا ہو گیا ہوں -

مولوی صاحب خطبہ کے وقت بھی یہ سمجھتے تھے کہ محض خواب یا کشف میں خدا بننے سے مراد دعویٰ الوہیت نہیں ہوتا بلکہ سچائی اور صراط مستقیم پر قائم ہونے کا اشارہ ہوتا ہے (تعطیر الانام) مگر احمدیت کی دشمنی کے جوش میں آپ نے حضرت یوسفؑ کو بھی "تخت الوہیت" پر بٹھا دیا - جنہوں نے دیکھا تھا کہ سورج چاند اور ستارے انہیں سجدہ کر رہے ہیں (سورہ یوسف)

مولوی صاحب نے آخر میں یہ بھی کہا تھا :-

"کہ منبر محمدیؐ پر بیٹھ کر خطیب کو چاہیئے کہ وہ جوبات کہے قرآن و حدیث کے مطابق کہے"

لہٰذا مولوی صاحب صد ہزار شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے ابھی "منبر محمدیؐ" کے احترام کو مدنظر رکھا ہے۔ ورنہ معلوم نہیں آپ اور کیا کچھ فرما جاتے ؟

احمدیت کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(از ہفت روزہ "التبلیغ" ربوہ ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء)

کسی نامعلوم شخص نے "ہمارا مذہب" کے عنوان سے مجلس اتحاد المسلمین پاکستان کی طرف سے ادبی پریس لاہور میں طبع کروا کر ایک اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں بعض نامکمل اور ادھورے حوالے درج کرنے کے بعد آخر میں اپنا نام لکھنے کی بجائے "خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود قادیانی حال وارد ربوہ" لکھ دیا ہے گویا اس نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ جو باتیں اس اشتہار میں لکھی ہیں وہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا مذہب ہے۔

غور فرمائیے جن لوگوں کا شیوہ اس قسم کی دھوکہ دہی کا ہو ان سے انصاف کی توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے؟ ان کے اس طرز عمل سے ہی احباب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو باتیں انہوں نے اشتہار میں درج کی ہیں۔ وہ کہاں تک درست ہوں گی؟

پہلا حوالہ

اشتہار لکھنے والے نے پہلا حوالہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب "دافع البلاء" صلا سے مندرجہ ذیل نقل کیا ہے کہ "سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" اس حوالہ سے یہ غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ گویا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہو کر مستقل طور پر صاحب شریعت رسول ہونے کا دعوے کیا ہے۔ حالانکہ اگر مشتہر صاحب اس فقرہ کے سیاق و سباق پر غور فرما لیتے۔ اور جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اندھا دھند اعتراض ہی کو اپنا منتہائے مقصود نہ قرار دے لیتے تو وہ اس فقرہ کے محلِ استعمال کو دیکھ کر یقیناً خوش ہوتے۔ کیونکہ اس سے قبل طاعون کی وبا کا ذکر ہے۔ حضرت بانی سلسلہ دوسرے مذاہب کے پیروؤں یعنی عیسائیوں اور آریوں وغیرہ کو سمجھا رہے ہیں۔ کہ طاعون کی بیماری کا اصل سبب حضرت مسیح ناصریؑ کی خدائی کا انکار یا ویدوں کی ست ودیا کا انکار نہیں اور نہ ہی سناتن دھرمیوں کے عقیدہ کے مطابق گائے پرستی نہ کرنے کی وجہ سے یہ عذاب آ رہا ہے۔ بلکہ یہ ساری باتیں محض قیاسی اور سرتاپا غلط ہیں اصل سبب اس مہلک مرض کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں قادیان میں اپنے ایک رسول کو بھیجا جس کے انکار اور تکذیب کی وجہ سے یہ عذاب آ رہا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اب اگر خدا تعالےٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں یا دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دور ہو سکتی ہے۔ تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابلِ پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ تو اب بہت عمدہ موقع ہے گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کے لئے ایک نمائش گاہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور خدا نے سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیان کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں۔ تو ان کو چاہیئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ ان کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچائے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گؤ کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی۔ اگر اس قدر گؤ اپنا معجزہ دکھا دے تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے اسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا لاٹ پادری برٹش انڈیا کا کلکتہ ہی رہتا ہے ...... اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (صلا)

پھر فرماتے ہیں:-

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ لوگ یہ کہتے ہوئے کہ "یا مسیح الخلق عدوانا" میری طرف دوڑیں گے۔ یہ جو میں نے ذکر کیا ہے کہ خدا کا کلام ہے اسکے یہ معنے ہیں کہ اے جو خلقت کیلئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے۔ ہماری اس مہلک بیماری کے لئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم! اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے"

(دافع البلاء صلا-۱۳)

پس افسوس ہے کہ جس فقرہ کا ماسبق اور مابعد پڑھنے سے اسلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی بزرگی ثابت ہوتی تھی۔ مشتہر صاحب کو وہی قابل اعتراض نظر آیا۔ سچ ہے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است
گل است سعدی و در چشم دشمناں خار

دوسرا حوالہ

دوسرے حوالہ میں "آئینہ صداقت" کی ایک عبارت نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ گویا حضرت امام جماعت احمدیہ دوسرے تمام مسلمانوں کو من کل الوجوہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نہ صرف آج سے بلکہ اپنی خلافت کے ابتدائی ایام سے ہی آپ نے مسلمان کی دو تعریفیں کی ہیں ایک مذہبی اور دوسری سیاسی سیاسی تعریف کی روسے ہر وہ شخص جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے۔ اور قرآن کریم کو اللہ تعالےٰ کی کتاب مانتا ہے اہل قبلہ ہے۔ وہ بلحاظ قومیت کے مسلمان ہے خواہ عملی لحاظ سے کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اسلام کی اس زمانہ میں دو تعریفیں ہیں ایک مذہبی اور ایک سیاسی۔ مذہبی تعریف ہر ایک شخص کے اختیار میں ہے۔ وہ جو چاہے تعریف کرے اور اس کے مطابق جس کو چاہے کافر بنائے اور جس کو چاہے مسلمان۔ کسی کا حق نہیں کہ اس پر اس سے ناراض ہو۔ گو ہر ایک کا حق ہے کہ اسکو اگر وہ غلطی پر ہے سمجھائے۔ دوسری تعریف سیاسی ہے۔ اور یہ تعریف کوئی فرقہ خود نہیں کر سکتا بلکہ یہ تعریف اسلام کا لفظاً و معناً انکار کرنیوالے لوگ کرتے ہیں۔ اور کر سکتے ہیں۔ سیاسی طور پر کون لوگ مسلمان ہیں؟ اس کا جواب نہ دیوبند دے سکتا ہے نہ قادیان نہ فرنگی محل نہ گولڑہ نہ علی پور۔ اس کا جواب صرف ہندو اور عیسائی اور سکھ دے سکتے ہیں۔ جن سے مسلمانوں کا سیاسی واسطہ پڑتا ہے اگر ایک جماعت کو دیگر مذاہب کے پیرو مسلمان کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں تو ایک لاکھ مولویوں کے فتوے بھی اسکو سیاستِ اسلامیہ سے باہر نہیں نکال سکتے۔ سنی خواہ شیعوں کو اور شیعہ خواہ سنیوں کو کافر کہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ سیاسی معاملات میں ہندو اور سکھ سنیوں سے کیا معاملہ کریں گے۔ کیا سنیوں کے شیعوں کو کافر کہنے کے سبب سے ہندو لوگ سنیوں اور شیعوں سے الگ الگ قسم کا معاملہ کریں گے؟ نہیں۔ وہ جو کارروائی ایک قوم کے خلاف کریں گے وہی دوسری کے خلاف بھی کریں گے۔ پس سیاستاً ان کے مفاد ایک ہیں جن کو اسلام کا لفظ حاوی ہے اور اگر وہ اس نقطہ کو نہیں سمجھیں گے تو ان کو ایک ایک کر کے دوسری قومیں کھا جاویں گی۔ اور ان کو اسوقت ہوش آوے گی۔ جب ہوش آنے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔" (آل مسلم پارٹیز کانفرنس صلا)

آگے چل کر آپ فرماتے ہیں:-

"پس سیاسی میدان میں ہمیں مذہبی فتووؤں کو نظرانداز کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی سیاسی ضروریات کے لئے ان لوگوں سے مل کر کام نہیں کر سکتے جنکو تم مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے مقابلہ میں یہود سے سمجھوتہ کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان کہلانیوالے فرقے اسلام کی سیاسی برتری بلکہ یہ کہو کہ سیاسی حفاظت کے لئے آپس میں مل کر کام نہ کر سکیں۔ اگر ہم ایسے موقع پر اتحاد نہ کر سکیں گے۔ تو یقیناً اس سے یہ ثابت ہو گا کہ ہمارا اختلاف اسلام کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنی ذات کے لئے ہے اپنے نفسوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس بدبختی سے محفوظ رکھے۔ آمین"

(پمفلٹ مذکور صلا)

اور یہی وہ مسلک ہے جسے اختیار کر کے قائداعظم مرحوم نے پاکستان کو حاصل کیا۔ یقین جانئے کہ اگر مرحوم قائداعظم حصولِ پاکستان کی جدوجہد سے قبل مختلف فرقوں کے مولویوں سے "مسلمان" کی تعریف کرواتے تو ہندوستان بھر میں ایک بھی مسلمان نہ ملتا۔ کیونکہ سنی، شیعہ، اہلحدیث، دیوبندی بریلوی وغیرہ تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر بلکہ اکفر سمجھتے ہیں۔ دور نہ جائیے حال ہی میں دارالحکومت کراچی سے گروہ اہلحدیث نے ایک "حدیث نمبر" نکالا ہے۔ جس میں چکڑالوی کی نسبت لکھا ہے کہ:-

"جیسے قرآن کا منکر کافر ہے ویسے ہی حدیث کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے۔"

(نمبر مذکور صلا ۵۲ ۱۳۷۱ھ)

بلکہ یہاں تک تجاوز کیا گیا ہے کہ:-

"مسلمانوں کو اس ضال اور مضل فرقہ سے لزوماً احتراز کرنا چاہیئے۔ اس فرقہ سے بڑھکر کوئی زیادہ گمراہ کن اور اکفر الکفر صفحہ ہستی پر نظر نہ آئے گا۔ (نمبر مذکور صلا ۱۵۸)

پس پاکستان کے مسلمانوں کو سیاست میں وہی مسلک اختیار کرنا پڑے گا۔ جس کی طرف حضرت امام جماعت احمدیہ نے ہمیشہ مسلمانوں کو توجہ دلائی اور قائداعظم مرحوم نے بھی اسی مسلک کو مدنظر رکھکر پاکستان حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی اور حصول پاکستان کے بعد بھی اسی کو مدنظر رکھا۔

(باقی صفحہ پر)

عید الاضحیٰ

تین عظیم الشان قربانیوں کی عید

(از مکرم مولوی ابو العطاء صاحب)

الاضحیٰ کا لفظ ضحیۃ کی جمع ہے اور جمع کا لفظ کم از کم تین چیزوں کے مجموعہ پر بولا جاتا ہے عید الاضحیٰ کے معنی ہوئے "قربانیوں کی عید"۔ عید ایسی تقریب کا نام ہے۔ جو خوشی اور مسرت کی تقریب ہو۔ اور انسان اس کے بار بار عود کرنے کی تمنا کرے۔

عید الاضحیٰ کے روز دنیائے اسلام میں صدہا اور ہزارہا دنبے اور بکرے وغیرہ ذبح کئے جاتے ہیں۔ اور ہر مستطیع مسلمان اور اس کے رشتہ داروں اور دوستوں کے گھروں میں اس دن گوشت کھایا جاتا ہے بلکہ صحیح اسلامی روح والے علاقوں میں ہر مسلم گھرانہ میں اس دن گوشت پکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا عید الاضحیٰ کا نام ان جانوروں کی قربانیوں کی وجہ سے رکھا گیا۔ عام نظریہ یہی ہے۔ کہ دنبے۔ بکرے گائے اور اونٹ کی بکثرت قربانیوں کی بناء پر یہ دن عید الاضحیٰ کہلاتا ہے۔ لیکن اگر ذرا تدبر کیا جائے اور ان قربانیوں کی رسم کے آغاز کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ عید الاضحیٰ کا نام درحقیقت تین عظیم الشان انسانی قربانیوں کی وجہ سے ہے

واقعہ یوں ہوا۔ کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں خاص بشارات کے ماتحت فرزند عطا فرمایا۔ اس مناسبت سے اس بچے کا نام انہوں نے اسمٰعیل رکھا۔ یعنی خدا نے میری دعاؤں کو سن لیا۔ اور مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ یہ بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امیدوں اور ان کے روحانی مقاصد کو پورا کرنے والا تھا۔ باپ نے جو نبی تھا اور آئندہ ابو الانبیاء بننے والا تھا۔ اس بچہ کی تربیت کا پختہ عزم کیا۔ حضرت ہاجرہ رضی نے اپنے لخت جگر کو اپنی آغوش شفقت میں لیا۔ مگر ماں باپ کی خوشی اور مسرت کے یہ ایام زیادہ نہ گذرے تھے۔ کہ شیر خوارگی کی حالت میں ہی ماں اپنے ننھے بچے سمیت فاران کی وادیوں میں تنہا چھوڑ دی گئی۔ شاید اس کا نام ہاجرہ رضی اسی اس ہجرت کے پیش نظر ہی رکھا گیا تھا۔ اور اس بے آب و گیاہ وادی میں۔ اس لق و دق صحرا میں اس تپتی ہوئی سنگلاخ زمین میں اسمٰعیلی برکات و فیوض کے ظہور کے لئے اس کو پورے طور پر اسمٰعیل ہونا ثابت کرنا قدرت کو منظور تھا۔ بہرحال حالات ایسے پیش آئے۔ کہ تقریباً چار ہزار برس پیشتر حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت ہاجرہ رضی اور ننھے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر مشتمل یہ چھوٹا سا قافلہ ہمیں اس مقام پر نظر آتا ہے۔ جہاں آج ہزاروں اور لاکھوں حاجی لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک کہتے ہوئے اور کفن پہنے ہوئے حشر کا نقشہ پیش کر چکے ہیں۔ اس قافلہ کی ہیئت کذائی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک غیر معمولی اور بے مثال اقدام ہونے والا ہے۔ کیونکہ ان تین مقدس جانوں کا اس طرح سرسبز و شاداب فلسطینی علاقے کو خیرباد کہہ کر اس بنجر اور ویران سرزمین میں آنا بلاوجہ نہیں ہو سکتا۔ انسان تو کیا فرشتے بھی اس راز سے واقف نہ تھے۔ ہونے والے حادثہ سے صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حلیم و نازک دل ہی آگاہ تھا۔ سنئے! اب انہوں نے پانی کا مشکیزہ اور کھجوروں کی تھیلی زمین پر رکھ کر بغیر کچھ کہے۔ اپنی چہیتی بیوی، اور اپنے دل کے ارمان اور ننھے لخت جگر کو عملی الوداع کہہ کر فلسطین کا رخ کر لیا۔ حضرت ہاجرہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابتداء سفر سے ہی کچھ محسوس کر رہی تھیں۔ انہیں اپنی خوابوں کے سفری نظارے بھی یاد تھے۔ مگر اس یکایک جدائی کے تصور سے وہ ششدر سی رہ گئیں۔ آخر اولوالعزمات تھیں۔ آواز دے کر پوچھا۔ کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ ہمیں کس کے سپرد کر رہے ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام وفور جذبات سے کوئی جواب نہ دے سکے۔ آخر سیدہ ہاجرہ رضی نے دریافت فرمایا۔ کہ کیا آپ ہمیں اللہ رب العالمین کے حکم سے یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اشارہ سے کہا۔ کہ ہاں خدا ہی کے حکم سے یہ قربانی دے رہا ہوں۔ اور قربان ہو رہا ہوں۔ سیدہ ہاجرہ رضی کی آنکھوں نے خدا کی بے انتہا قدرتوں کے بے انت نظارے دیکھے تھے۔ بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا۔ "اذاً لا یضیعنا" تب ہمارا رب ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ یہ انوکھی تدبیر اس نے اپنی خاص تقدیر کو پورا کرنے کے لئے کی ہے۔ ہمیں برباد کرنے کے لئے نہیں کی۔ حضرت ابراہیم بریاں دل اور نمناک آنکھوں اور بوجھل پاؤں کے ساتھ بسوئے فلسطین چل پڑے۔ اور تھوڑی دیر میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا خدائے رب العزت کے فضلوں کے لئے چشم براہ بن گئیں۔ پانی کا مشکیزہ ختم ہو گیا۔ کھجوریں ختم ہو گئیں۔ سو بچہ دودھ کے لئے بلکتا ہے۔ چھاتیاں پیاس کے مارے خشک ہو رہی ہیں۔ دودھ کا قطرہ تک موجود نہیں۔ کیا خدا تعالیٰ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اسمٰعیل علیہ السلام کو یونہی مرنے دے گا؟ یہ تو اس کی وفاداری کے منافی ہے۔ آج تک اس نے اپنے کسی بندے کو اس طرح ہلاک نہیں ہونے دیا۔ سیدہ ہاجرہ اٹھیں۔ اور بے چینی میں صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ دور دور تک کسی قافلہ یا انسان کا نشان تک نہ تھا۔ پھر بھاگی بھاگی بچے کے پاس آئیں۔ تھوڑے وقفہ کے بعد دوسری جانب دوسری پہاڑی مروہ کی بلندی پر پہنچ گئیں۔ چاروں طرف ہو کا عالم تھا۔ پھر بچہ کو دیکھنے کے لئے وادی میں آ گئیں۔ دل میں نصرت خداوندی کا یقین تھا۔ مگر یہ معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کس راستہ سے آئے گی۔ اور کس طرح ان بے بس بندوں کی دستگیری کرے گی۔ حضرت ہاجرہ رضی نے اس بے تابی میں دوڑ دوڑ کر سات چکر صفا اور مروہ کے لگائے۔ یہی وہ سات طواف ہیں۔ جو حضرت ہاجرہ کے اس عمل کی یاد میں آج ہر حاجی صفا و مروہ کے درمیان کرتا ہے۔ اور رہتی دنیا تک یہ یاد تازہ ہوتی رہے گی حضرت ہاجرہ ساتویں مرتبہ بہت نڈھال تھیں۔ اسی دوران میں انہوں نے ہاتف غیبی کی آواز سنی۔ کہ پانی کا چشمہ بچے کے پاؤں کے نیچے جاری ہے۔ مامتا کی ماری ماں دوڑی ہوئی آئی اور پانی کا چشمہ دیکھ کر سجدہ میں گر گئی۔ بچے کو پھر سینے سے لگایا۔ اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا۔ کہ میں جانتی ہوں کہ تو نے میری سن لی۔ اور تو ہمیشہ سنتا آیا ہے۔ تو ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا

کتنا کڑا امتحان ہے۔ جس میں ابراہیم خلیل اللہ کامیاب ہوئے۔ کتنی بڑی آزمائش ہے جس میں سیدہ حضرت ہاجرہ رضی صدیقہ پوری اتریں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو دشمنوں کی تباہی کی خبر پر بے چین ہو گیا تھا۔ اور ہر جتن سے ان کو بچانا چاہتا تھا حتیٰ کہ رب العزۃ کو کہنا پڑا۔

یجادلنا فی قوم لوط۔ ان ابراہیم لاواہ حلیم۔ کہ ابراہیم تو لوط کی قوم کے باب میں ہم سے جھگڑنے لگ پڑا تھا۔ ابراہیم بہت ہی نرم دل اور بردبار تھا۔ ہاں یہی ابراہیم آج اپنے اکلوتے بیٹے اور اپنی پیاری بیوی کو قربان کرنے پر بصد شوق آمادہ نظر آتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر وہ آج خدائی حکم پر کامل طور پر قربان ہو رہا ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی کی قربانی بھی کچھ کم نہ تھی۔ بلکہ اس کے مقام کے لحاظ سے کچھ زیادہ ہی تھی۔ وہ خدائی تقدیر پر سراپا قربانی نظر آتی ہیں۔ گویا اس مقدس قافلہ کے یہ دو بڑے رکن تو قربان ہو چکے۔ لیکن ابھی ان کے لئے عید کا دن نہ آیا۔ ابھی اس قربان گاہ پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا [illegible] ارادۃً قربان ہونا باقی ہے۔ زمزم کے چشمہ پر مصر کو جانے والے قبائل ٹھہرنے لگ پڑے۔ اور مکہ لوگوں کی فرودگاہ بن گیا۔ اسمٰعیل اپنی ماں کی آنکھوں کے سامنے نشوونما پا رہا ہے۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین کو پلٹ گئے۔ وہ اپنے ہاتھوں اپنی بیوی اور اپنے بیٹے کو ذبح کر گئے۔ بلکہ اپنے دل کو ذبح کر چکے تھے۔ مگر وہ خدائی وعدوں کے مطابق اس یقین سے لبریز تھے کہ قدرت کا زبردست ہاتھ اس بے یار و مددگار عورت اور اس کے بچہ کی دستگیری فرمائے گا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد واپس آ کر انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس عدیم المثال نصرت ربانی کا نظارہ کر لیا تھا۔ وہ گاہے گاہے یہاں آتے رہے۔ حضرت اسمٰعیل سن رشد کو پہنچے ہی تھے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظاہر ہوا۔ کہ یہی جگہ دنیا کا عالمگیر قبلہ بننے والی ہے۔ اور یہاں پر ہی سید ولد آدم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہونے والے ہیں۔ اور اسی جگہ پر خدا کے اس پہلے گھر کے آثار ہیں۔ جو ابتداء آفرینش میں تیار ہوا تھا چنانچہ اب پھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام از سر نو اس گھر کو تعمیر کرنے پر مامور ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک رؤیا میں ظاہر ہوا۔ کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی اس خواب کا تذکرہ اپنے بیٹے سے کیا۔ وہ پہلے ہی سراپا تسلیم و رضا تھے۔ خود اپنی گردن چھری کے نیچے رکھ دی۔ اب پھر ایک دفعہ آخری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جذبات قربان ہو رہے ہیں۔ اب پھر ایک دفعہ آخری مرتبہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے احساسات

(باقی دیکھو صفحہ سات پر)

بقیہ صفحہ ۶

ذبح ہو رہے ہیں، لیکن اس دفعہ ان کا نونہال ان کی آرزوؤں کا مرکز۔ ان کی امیدوں کا آماجگاہ یعنی ان کا فرزند حضرت اسمٰعیلؑ بھی ذبح ہونے میں شریک ہے بلکہ کچھ قدم آگے ہی ہے۔ باپ۔ ماں۔ اور بیٹےؑ کی اس قربانی کو دیکھ کر آسمان کے فرشتے بھی دنگ رہ گئے۔ انہوں نے کہا کہ آدم زاد اپنے رب کے ارادوں کی تکمیل اور اس کے ارشادوں کی تعمیل میں کتنا بے تاب ہے وہ اس کی راہ میں سراپا قربانی ہے۔ آسمانوں پہ یہی چرچا جاری تھا کہ الٰہی ندا کی گونج ہر جگہ سنی گئی۔

یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا
انا کذالک نجزی المحسنین۔

اے ابراھیم تو نے رؤیا پوری کر دی ہے۔ ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے رہیں گے۔ یہ آسمانی پیغام اس عید کا آغاز ہے جسے لوگ عید الاضحیٰ کہتے ہیں اور جس کی خوشی میں جانوروں کی قربانیاں کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ تین عظیم الشان قربانیاں وہ بنیادی اینٹیں ہیں جن پہ عید الاضحیٰ کی بنیاد قائم ہے۔ ابراھیمؑ پہ ہزاروں ہزار سلام۔ ہاجرہؑ پہ ہزاروں ہزار سلام۔ اسمٰعیلؑ پہ ہزاروں ہزار سلام۔ پھر ان سچے اور مخلص فرزندانِ ابراھیمؑ پہ سلام جو اس کی روح سے حصہ پاتے ہیں اور قربانی کی اس راہ پہ چلتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ سچ مچ عید الاضحیٰ کے دن حقیقی عید منانے کے مستحق ہیں۔ ابراہیمؑ کے نقش قدم پہ چلنے والے باپ ہاجرہ کے نقش قدم پر چلنے والی مائیں اور اسمٰعیلؑ کے نقش قدم پہ چلنے والے فرزند ہی عید الاضحیٰ کے تین ستون ہیں۔ ہم جتنا جتنا اس روح کو اپنائیں گے اتنا اتنا ہماری عید الاضحیٰ حقیقی عید ہو گی۔ محض دنبے اور بکرے ذبح کرنے والے تو ایک رسم ادا کرتے ہیں اگر وہ اپنے نفوس کو محبوب ازلی کی راہ میں ذبح کرنے کے لئے آمادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری عید الاضحیٰ کو بھی حقیقی عید بنائے۔ آمین

احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

بقیہ صفحہ ۵

چنانچہ آپ کا ایک مشہور اعلان یہ ہے کہ:۔

"اب تم آزاد ہو تم سب کو پوری آزادی ہے کہ اپنے مندروں، مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں جاؤ۔ تمہارا تعلق کسی مذہب کسی فرقے کسی عقیدے سے کیوں نہ ہو حکومت کو اس سے سروکار نہیں۔ ہم اپنے کام کی بنیاد اسی اصول پہ رکھ رہے ہیں کہ ہم سب ایک مملکت کے شہری اور مساوی حیثیت کے شہری ہیں۔ تم اس خیال کو اپنا نصب العین بناؤ اور تم دیکھو گے کہ تھوڑے ہی دنوں میں نہ ہندو ہندو رہیگا نہ مسلمان مسلمان۔ مذہبی نقطۂ نظر سے نہیں اس لئے کہ ہر شخص کا مذہب اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ بلکہ سیاسی نقطۂ نظر سے جس کے مطابق ہر فرد اس مملکت کا آزاد شہری ہے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی مسلک کو مدنظر رکھ کر فرمایا ہے کہ من صلّٰی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللّٰہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللّٰہ فی ذمتہ (مشکوٰۃ) ترجمہ: جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور (نماز میں) قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھا لیا پس یہ وہ مسلمان ہے جو اللہ اور رسول کی ذمہ داری میں ہے سو تم اللہ کی ذمہ داری کو نہ توڑ دو۔

پس یہی وہ سیاسی تعریف ہے جس کی ہم مولوی صاحبان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ سیاسی امور میں مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ نہ کریں۔ کیونکہ دشمن مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے مسلمان دشمنی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ تمام مسلمانوں کو دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ فتنہ پرداز مولویوں سے جمیع اہل اسلام کو محفوظ رکھے آمین

تیسرا حوالہ تیسرے حوالہ میں معترض نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب آئینۂ کمالات اسلام سے یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ:۔

"تمام مسلم لوگ مجھ کو مانتے ہیں مگر زناکار عورتوں کی ذریت نہیں مانتی۔"

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جس عبارت میں سے یہ فقرہ نقل کیا گیا ہے اس میں تمام مسلمانوں کی حد درجہ تعریف کی گئی ہے صرف چند شوریدہ سر اور دشمنانِ اسلام کی ہاں میں ہاں ملانے والے لوگوں کے متعلق "ذریۃ البغایا" کے الفاظ بطور عربی محاورہ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن کا مطلب جیسا کہ آگے آئے گا ہرگز زناکار عورتوں کی ذریت نہیں۔ یہ معترض کا سراسر افترا ہے۔ بہرحال اب ہم وہ الفاظ درج کرتے ہیں جن میں سے یہ فقرہ لیا گیا ہے:۔

"تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللّٰہ علی قلوبھم فھم لا یعقلون"

(آئینۂ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷، ۵۴۸)

ترجمہ۔ مذکورہ بالا (یعنی سرمہ چشم آریہ، فتح اسلام توضیح مرام، ازالہ اوہام و دافع الوساوس وغیرہ) وہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت اور پیار کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور ان کی معرفت کی باتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور مجھے قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ذریۃ البغایا ہیں۔ یعنی جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔"

ان الفاظ میں حضرتؑ نے ذریۃ البغایا کی جو خود تشریح فرما دی ہے یعنی الذین ختم اللّٰہ علی قلوبھم وہ لوگ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے یعنی جو ہدایت سے محروم ہیں۔ اور یہی وہ معنی ہیں جو لغت کی کتاب تاج العروس میں لکھے ہیں البغیۃ فی الولد نقیض الرشد ویقال ھو ابن بغیۃ گویا ذریۃ البغایا کا ترجمہ ہوا "ہدایت سے دور" ظاہر ہے کہ یہ ایک عربی محاورہ ہے۔ اور عربی زبان سے اتنی واقفیت تو مولوی صاحبان کو ہونی چاہیئے۔

مذکورہ بالا مفہوم کو مدنظر رکھ کر حضرت امام باقرؒ نے بھی فرمایا ہے "ان الناس کلھم اولاد البغایا ما خلا شیعتنا"

(فروع کافی کتاب الروضۃ صفحہ ۱۳۵)

یعنی "ہمارے شیعوں کے سوا باقی تمام لوگ اولاد البغایا یعنی ہدایت سے محروم ہیں"

"اب ہم منتظر ہیں کہ معترض صاحب حضرت امام باقرؒ پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں کیونکہ انہوں نے تو معترض صاحب کے ترجمہ کے مطابق سوائے شیعوں کے باقی تمام مسلمانوں کو "زناکار عورتوں کی ذریت قرار دے دیا ہے اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تو علی العموم تمام مسلمانوں کی تعریف کی ہے۔ صرف چند مخصوص افراد کو "ہدایت سے محروم" قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ (۱)

نعوذ باللّٰہ من ھتک العلماء الصالحین وقدح الشرفاء المھذبین سواء کانوا من المسلمین او المسیحیین او الآریۃ" (لجۃ النور صفحہ ۶۷)

ترجمہ:۔ "ہم صالح علماء کی ہتک اور شرفاء کی توہین سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ خواہ ایسے لوگ مسلمان ہوں یا عیسائی یا آریہ" (۲)

پھر حضورؑ نے آئینۂ کمالات اسلام میں جس کا معترض نے حوالہ دیا ہے۔ مولویوں کے ذکر پر فرماتے ہیں:۔

"ایسے لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں۔ انصار دین کے دشمن اور یہودیوں کے قدموں پر چل رہے ہیں۔ مگر ہمارا یہ قول کلی نہیں ہے۔ راستباز علماء اس سے باہر ہیں۔ صرف خائن مولویوں کی نسبت یہ لکھا گیا ہے۔* ہر مسلمان کو یہ دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ جلد اسلام کو ان خائن مولویوں کے وجود سے رہائی بخشے"

(اشتہار ۱۷ دسمبر ۱۸۹۲ء ملحقہ آئینۂ کمالات اسلام)

درخواست دعا:۔ میری لڑکی عزیزی مختار بیگم کافی عرصہ سے بیمار ہے۔ باوجود زیر علاج ہونے کے صحت گرتی جا رہی ہے:۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (چوہدری محمد حسین چوہدری ولد الہ دین ... آباد سندھ)

ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء (۱۰ اکتوبر سنہ ۵۲ء تک)

آپ کی قیمت اخبار ختم ہے

مہربانی فرما کر قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر میعاد سے کم از کم دس دن پیشتر بھجوا دیں کہ وی پی کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ وی پی کی انتظار کرنے میں آپ کو نقصان ہے

منی آرڈر کے کوپن پہ اپنا نمبر خریداری ضرور لکھ دیا کریں۔ یہ نمبر پتہ کے ساتھ ہی لکھا ہوتا ہے

نمبر	نام	تاریخ
۲۰۷۰۶	لفٹیننٹ بشیر احمد صاحب	۱۱ ستمبر سنہ ۵۲ء
۲۴۲۷۸	غلام محمد صاحب	۹ ستمبر
۱۴۲۹۳	حکیم محمد یعقوب صاحب	۱۰ ستمبر
۱۴۸۱۲	بابو ضیاء اللہ صاحب	۱۱ ستمبر
۲۰۸۴۲	دوست محمد صاحب	۱۰ ستمبر
۲۱۲۴۴	جمعدار محمد نصیب صاحب	۲۰ ستمبر
۲۴۴۵۱	بشیر احمد صاحب بہار	۲۷ ستمبر
۲۴۳۳۰	اللہ بخش صاحب	۱۰ ستمبر
۲۴۴۹۵	چودھری عبد الحکیم خانصاحب	۱۱ ستمبر
۲۴۵۷۲	مرزا شریف بیگ صاحب	۱۰ ستمبر
۲۴۴۴۳	محمد الدین صاحب	۱۲ ستمبر
۲۴۴۴۶	لفٹیننٹ سلطان علی صاحب	۱۲ ستمبر
۲۴۴۶۳	الیف احمد صاحب بہار	۲۶ ستمبر
۲۳۰۷۱	جمعدار محمد مدنی صاحب	۱۳ ستمبر
۲۴۳۹۹	منشی دانشمند صاحب	۱۳ ستمبر
۲۴۳۱۳	محمد احمد صاحب	۱۴ ستمبر
۲۴۲۸۶	چودھری بشیر احمد صاحب	۱۴ ستمبر
۲۴۲۸۸	چودھری فضل کریم صاحب	۱۴ ستمبر

ماضی میں بد دیانت ملاؤں نے من مانی تاویلیں کر کے اسلام کو زبردست نقصان پہنچایا ہے

آزاد عدلیہ کے بغیر کوئی ملک مہذّب ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا

کراچی میں گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد کی تقریر

کراچی ۲۹ اگست۔ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد نے اعلان کیا ہے۔ کہ اسلام ایک کھلی ہوئی کتاب ہے۔ اس کی تعلیم بالکل واضح ہے۔ بدقسمتی سے ماضی میں ملاؤں نے من مانی تاویلیں کر کے اسے سخت نقصان پہنچایا ہے۔ آپ نے کہا کوئی ایسا ملک جو مہذب ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ اس وقت تک زندہ رہنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس میں آزاد عدلیہ موجود نہ ہو۔ اور اس کے عوام کو عدل وانصاف حاصل نہ ہو۔

مسٹر غلام محمد نے ان خیالات کا اظہار اس سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے کیا جو انہیں کراچی ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن نے اپنے سالانہ ڈنر کے موقع پر اعلیٰ مہمان کی حیثیت سے پیش کیا تھا بار ایسوسی ایشن کے صدر نے سپاسنامہ میں اس امر پر زور دیا تھا کہ پاکستان میں آزاد عدلیہ کا قیام ضروری ہے۔ گورنر جنرل نے ۵۰ منٹ تقریر کی جس میں آپ نے ان بنیادی اصولوں کی اہمیت واضح کی جو ایک اسلامی ملک میں فرد اور سوسائٹی کی زندگی کے لئے لازمی ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا اسلام زندگی کے ہر شعبہ میں مساوات کا حامی ہے۔ ان مساوات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے۔ کہ ہم لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسلام کوئی سربستہ راز نہیں بلکہ ایک کھلی ہوئی کتاب ہے۔ اس کی تعلیمات انسانیت اور جمہوریت کے لئے بالکل سادہ اور واضح ہیں افسوس ہے کہ گذشتہ ایکہزار برس میں اسلام کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ بدقسمتی سے اس عرصہ میں اسلام مطلق العنانیت کا آلہ کار بن گیا جابر اور مطلق العنان حکمرانوں کو بڑے بڑے جاگیرداروں کے علاوہ ایسے ایسے بددیانت ملاؤں کا ناپاک تعاون بھی حاصل تھا۔ جنہیں حکمرانوں کی خواہش کے مطابق اسلامی قانون کی تاویلیں کرنے کی اجارہ داری حاصل تھی آپ کے ذمے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اسلام کو اس عمیق گڑھے سے نکالیں۔ جس میں بددیانت لوگوں نے اسے دفن کر ڈالا ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا مقصد وہ "اسلام" ہے۔ جسے بددیانت اور مفاد پرست لوگوں نے پیش کیا ہے تو میں آپ کو واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں ایسے مطلق العنان حکمرانوں اور مفاد پرستوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

آزاد عدلیہ

مسٹر غلام محمد نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا آپ کے صدر مسٹر منصور عالم نے عدل میں قانون دانوں کی حیثیت پر بہت زور دیا ہے۔ میں مکمل طور پر ان سے اتفاق کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی ملک جو مہذب ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ اس وقت تک رہنے کے قابل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب تک اس میں آزاد عدلیہ موجود نہ ہو۔ اور اس کے عوام کو عدل وانصاف حاصل نہ ہو۔ پاکستان کا قیام چند افراد کے مفاد کے لئے عمل میں نہیں لایا گیا۔ بلکہ اس کا مقصد اس سرزمین کو اس قابل بنانا ہے۔ کہ یہاں کے عوام آزاد شہری کی حیثیت سے رہ سکیں اور آزادی خیال سے جدوجہد کر سکیں۔ ہم پاکستان میں گروہ بندی نہیں چاہتے ہم اس ملک کو ایک ایسا آزاد ملک دیکھنا چاہتے ہیں جس میں ہر شخص پورے یقین اور استقلال کے ساتھ رہ سکے۔ نظم وضبط۔ حوصلہ اور جرأت۔ عزم و استقلال اور دوراندیشی کے بغیر ملک کو ایسا نہیں بنایا جا سکتا۔

سکیورٹی ایکٹ

آپ کے صدر نے سپیشل قوانین کا ذکر کیا ہے میں نے اس مسئلہ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ سکیورٹی ایکٹ کے تحت ایسے نظربندوں کی تعداد صرف آٹھ ہے۔ جنہیں مقدمہ چلائے بغیر جیلوں میں بند رکھا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر غیر ملکی مفاد کے ایجنٹ ہیں اگر آپ ایسے اشخاص کے لئے شخصی آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جو پاکستان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان قوانین کو ختم کیا جا سکتا ہے مجھے یقین ہے کہ آپ ہرگز ایسا نہیں چاہتے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان قوانین کو سیاسی مخالفین کے خلاف نہیں استعمال کیا جائیگا۔ حکومت کی طرف سے بھی مجلس دستور ساز میں اس قسم کا یقین دلایا گیا ہے۔ ایک مرتبہ پھر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ کہ ان قوانین کو سیاسی مخالفین یا سیاسی پارٹیوں کے خلاف استعمال کیا جائے۔ یہ قوانین صرف ایسے لوگوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ جو تخریبی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور ملک کی سلامتی کو تباہ کرنا چاہتے ہوں۔ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے۔ کہ انفرادی آزادی کے مقابلہ میں ملک کی آزادی زیادہ اہم ہے۔ ہماری آزادی کے لئے ملک کی آزادی کی حفاظت ضروری ہے۔

اعتراض

ہم پر بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ہم پاکستان میں بہت زیادہ اسلام لا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کا دعویٰ ہے۔ کہ اسلام ترقی پسند نہیں۔ میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ گذشتہ ہزار برس میں اسلام کو زبردست نقصان پہنچا۔ اسلام مطلق العنانیت کا آلہ بن گیا۔ ان مطلق العنان حکمرانوں کو جاگیردار طبقہ کے علاوہ ان بددیانت ملاؤں کا ناپاک تعاون حاصل تھا۔ جنہیں اسلامی قوانین کو جابر حکمرانوں کی خواہش کے مطابق توڑنے مروڑنے کی کمی اجارہ داری حاصل تھی۔ اسلام ایک کھلی ہوئی کتاب ہے۔ کوئی عالم یا دلی یا حاکم اس کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اسلام میں ذات پات کی کوئی تمیز نہیں۔ ہمارے ذہن "پنڈتوں" کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ اسلام کی مساوات کا دائرہ بے حد وسیع ہے اور آپ اور ہم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ آپ کو اسلام کو ایک ایسے عمیق گڑھے سے نکالنا پڑے گا۔ جس میں بددیانت اور مفاد پرست لوگوں نے اسے دھکیل دیا۔ اسلام کی تعلیم واضح اور سادہ ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کا مقصد وہ "اسلام" ہے۔ جس کا نظریہ بددیانت لوگوں نے پیش کیا ہے۔ تو میں آپ کو واضح اور واشگاف الفاظ میں بتا دوں۔ کہ پاکستان میں نااہل اور بددیانت لوگوں کے لئے جگہ نہیں ہے۔

تعلیم یافتہ طبقہ پر فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ عوام میں قرآن کی تعلیمات کے مطابق اسلام کا جذبہ پیدا کریں۔ جس کے بغیر کوئی قیادت اخلاقی اور روحانی ترقی حاصل نہیں کر سکتی۔

آپ نے ایک اور نکتہ پیدا کیا ہے۔ کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے آزاد کر دیا جائے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ یہ مسئلہ مجلس دستور ساز میں پیش ہے۔ جو قرارداد مقاصد کے تحت دستور بنائے گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ کوئی ایسا دستور مرتب نہیں ہوگا۔ جس میں ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہو۔

ہائی کورٹ ججوں کا تقرر

ہائیکورٹ ججوں کے تقرر کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے۔ آپ نے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ بار کے ممبروں میں سے نئے ججوں کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ ججوں کے تقرر کا سسٹم ۱۹۵۰ء میں مرتب کیا گیا تھا۔ جس کے ماتحت ججوں کا تقرر متعلقہ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس اور چیف جسٹس آف پاکستان کے مشورہ سے عمل میں آتا ہے یہ تقرریاں ملک کے بہترین مفاد کے مطابق کی جاتی ہیں۔

آخری سوال جو آپ نے پیش کیا ہے۔ وہ فیڈرل کورٹ کو لاہور سے کراچی میں منتقل کرنے سے متعلق ہے۔ اس سلسلے میں سوال صرف عمارت حاصل کرنے کا ہے۔ اور میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ حکومت فیڈرل کورٹ کے لئے عمارت کے سوال پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ جونہی عمارت کی مشکلات پر قابو پا لیا گیا۔ فیڈرل کورٹ کو لاہور سے کراچی میں منتقل کر دیا جائے گا۔ (نوائے وقت مورخہ ۳۱ اگست)

رسم تاجپوشی میں پاکستانیوں کے لئے نشستیں

لندن ۳۰ اگست۔ آئندہ سال رسم تاجپوشی کو دیکھنے کے لئے پاکستان اور بھارت کے لئے الگ الگ نشستیں مقرر کر دی جائیں گی۔ لیکن سٹار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اکتوبر تک ... غیر کے نمائندوں کے لئے مخصوص کی جانے والی نشستوں کی تعداد کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ لندن میں کارونیشن کمیٹی اس پر غور کر رہی ہے۔ سرکاری نشستوں کی تعداد ۹۸۰۰۰ ہے۔ (اسٹار)

برما تونس کے ساتھ مکمل تعاون کریگا

رنگون ۳۰ اگست۔ تونس کی نیو دستور پارٹی کے نمائندے مسٹر طیب سلیم نے رنگون میں ایک پریس کانفرنس کو بتایا۔ کہ میں برما میں "تونس کے لئے امداد" کی مہم جاری کرنے آیا ہوں۔ برما کے عہدیداروں نے نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا ہے۔ اور وزیر دفاع اوبا سوے نے مجھے یقین دلایا ہے۔ کہ حکومت اس مہم کی تنظیم میں مکمل تعاون کرے گی۔ آپ وزیر اعظم او۔نو سے بھی ملاقات کر چکے ہیں۔ (ا۔پ)